کے یہاں اِس سے ختم نبوت کا انکار لازم آجاتا ہے۔ اور یہ عین گمراہی اور ضلالت ہے یہ تو افراط فی الدین ہے۔ اسی طرح اگر خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی دُوسرے پیغمبر علیہ السلام کی عصمت میں شک وشبہات کی گنجائش پیدا کی جائے تو یہ تفریط فی الدین ہے اور پہلے عقیدے کی طرح یہ بھی عین گمراہی ہے۔ ہمیں اس قسم کے مشتبہ الفاظ کے استعمال سے گریز کرنا چاہیے۔

ہم نے پچھلی اشاعت کے شذرات میں یہ لکھا تھا کہ سامراجی اور صیہونیت کے مربی کبھی یہ گوارا نہ کریں گے کہ عرب ممالک کسی طرح بھی سکون اور آرام سے زندگی بسر کریں اس لیے کسی نہ کسی بہانے سے مشرق وسطیٰ میں کوئی فتنہ پیدا کیا جاتا ہے جس سے تمام عرب ممالک کو عموماً اور فلسطینی مظلوم مہاجرین کو خصوصًا مصائب وآلام سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ لبنان کا مسئلہ کھڑا کیا گیا۔ عرب مسیحیوں کو مسلمانوں اور خصوصًا فلسطینی مہاجرین کے خلاف اُبھارا گیا۔ حالانکہ صدیوں سے لبنان میں مسیحی اور مسلمان عربوں کا باہمی اتحاد رہا۔ اس فتنے کے نتیجے میں حکومت شام اور فلسطینی مہاجروں کا باہمی اختلاف بھی پیدا ہوگیا۔ مصر اور شام کی باہمی کشیدگی جس میں کچھ کمی آگئی تھی اور بڑھ گئی۔ مسیحیوں کو اسرائیل اور دوسرے سامراجی ملکوں سے بے انداز اسلحہ پہنچتا رہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں مسلمان گولیوں کا نشانہ بنتے رہے۔ مہاجرین کے کیمپوں پر محاصرہ اور گولہ باری سے بیسیوں بچے، بوڑھے اور عورتیں ہلاک ہوتی رہیں، ان کا پانی بند کیا گیا، خوراک کی راہ بند ہوگئی لیکن کسی کو کوئی رحم نہیں آیا۔ دوسری طرف مظلوم فلسطینیوں نے اپنے مظلوم ساتھیوں کو قید وبند سے چھڑانے کے لیے طیارے کو اغوا کیا اور پھر صلح و صفائی اور باتوں کے لیے بھی تیار ہوگئے تھے، ان پر مغربی ملکوں سے پھٹکار ہوتی رہی اور اسرائیل نے غداری کرکے دھوکے سے حملہ کرکے ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور یوگنڈا حکومت کے کئی جہاز برباد کردیئے اور ان کے کئی آدمیوں کو ہلاک کردیا تو یہ عین انصاف سمجھا گیا۔ اس سے ہر عقل مند یہ اندازہ کرسکتا ہے کہ کئی مغربی ملکوں اور